قرآن مجید اور ترجمہ و تفسیر

از

(جناب خواجہ محمد علی شاہ صاحب)

(۲)

اس قرآن میں اگلے اور گذرے ہوئے لوگوں کی خبریں بھی ہیں۔ اور پچھلے یعنی آنے والے زمانے اور لوگوں کی اطلاعیں اور پیشین گوئیاں بھی۔ اور تمہارے درمیان کا یعنی تم (ہر دور کے) موجود لوگوں کے لئے حکم واحکام اور ہدایات و تعلیمات بھی ہیں۔ یہ پاک کلام نہایت مستحکم اور اٹل فیصلہ ہے، ہنسی، دل لگی، اور للّو پتّو کی باتیں اس میں نہیں ہیں۔ جو آدمی نافرمانی اور سرکشی سے اس کو چھوڑے گا، حق تعالیٰ اس کی کمر اور ہمت توڑ دیگا۔ اور جو کوئی اس کے سوا کہیں اور سے ہدایت تلاش کرے گا، اللہ پاک اس کو راہ راست سے دور فرمادیگا۔ یہ کتاب کریم حق تعالیٰ کی قوی اور مضبوط رسی ہے ذکر حکیم ہے اور صراط مستقیم، اس سے انسانی خیالات اور آراء و افکار میں کجی نہ ہوگی، اور اس سے انسانوں کی زبانوں میں اشتباہ و شبہات پیدا نہ ہونگے۔ یہ وہ پاک کتاب ہے جس سے یعنی جس کی تلاوت، جس کے فہم، اور جس پر عمل کرنے سے علماء اور جاننے والوں کو کبھی سیری نہ ہوگی۔ قرآن پاک بار بار کی تلاوت و قرارت اور درس و مذاکرت سے پرانا اور مردہ نہ ہوگا۔ اس کے اسرار و لطائف اور نصائح و حِکَم عمیق و وسیع، حقائق و بصائر لامحدود، ولامحدود ہیں، جو کبھی ختم نہ ہو پائیں گے۔ جو شخص بھی اس کے ساتھ قول کرے گا او حق پر استنہام کرے گا۔ سچا ہے گا اور جو اس کے ارشاد و ہدایت اور بیان و حکمت کے مطابق عمل کرے گا، فلاح و ثواب سے بہرہ ور ہوگا۔ اور جو بھی اس کے موافق حکم کرے گا، انصاف کرے گا، اور جو اس کی دعوت مانے گا،

راہ راست پا دے گا، (ترمذی شریف)

حدیث بالا کا مطلب خیز عام فہم مفہوم موجودہ دور کے ہم تمام مسلمانوں کو بلکہ تمام افراد و اقوام انسانی کو ایک ایسا پیغام ہدایت دے رہا ہے جس کی طرف عام و خاص سب کی توجہ مطلوب ہے، فتنوں سے بچاؤ اور زندگی کے مصائب و آفات سے ہدایت کس کو مطلوب نہیں؟ اور پھر کون ہے جو قدرت کے اس الٰہی انتظام سے اپنے آپ کو محروم رکھے اور محروم رہنا پسند کرے؟ فتنہ، گڑبڑی، اور فساد زندگی کے کسی مرحلے میں ہو۔ مرنے کے بعد کی زندگی کے لئے نقصان و خسران کا سبب بن جاتا ہے مرنے کے بعد کی زندگی ہی اصل زندگی ہے۔ اور اس دنیا کی چندروزہ زندگی کا نتیجہ۔ اگر یہ اچھی ہے تو وہ بھی اچھی ہوگی اور یہ بری ہے تو وہ بھی۔ اسی لئے ہمیں قرآن مجید میں یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ "رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی حسنہ، نیکی بھلائی اور خوبی عنایت فرما اور آخرت میں بھی۔ اور آگ کے عذاب سے بچالے اور محفوظ کر دے۔

فتنہ محیا و ممات سے حفاظت، اور دنیا و آخرت کے فتنوں اور عذابوں سے بچاؤ کے لئے قدرت نے اپنے خاص انتظام سے (کیوں کہ خدا نے انسانوں کو پیدا کر کے ان کو ان کے حال پر آزاد اور مطلق و بے قید نہیں چھوڑ دیا) انسانوں کو اپنا پاک کلام قرآن مجید عطا فرمایا ہے، اور اس کو مضبوطی سے پکڑنا۔ فتنوں سے بچاؤ کا۔ آفتوں سے چھٹکارے کا اور دنیا و آخرت کے وبال سے خلاصی اور نجات و مخلصی کا سبب بنایا ہے۔

کتاب اللہ کو مضبوط پکڑنے کی صورت کیا ہے۔ یہ کہ اس پر ایمان لائیں۔ اور سچی محبت پاک نیت اور مضبوط ارادے کے ساتھ اس کی ہدایت کے مطابق اپنی تمام زندگی، زندگی کی ہر حرکت و سکون، اخلاق اور سیرت و کردار بنائیں اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے الفاظ کو سیکھیں، اس کو پڑھیں، اور تلاوت کریں۔ اس کے، معنی کو سیکھیں اور خدا کی بتلائے ہوئے مطلب و مفہوم کو حاصل کریں۔ اور ان الفاظ و معانی کے فہم و علم سے اصلی مقصد یعنی

عمل کی ہمت و توفیق پائیں جس کے نتیجہ میں فتنوں پر غالب آئیں گے اور مغلوب ہونے سے حفاظت ہو گی۔

قرآن پاک کی تلاوت، اس کا فہم اور اس پر عمل۔ یہ تینوں چیزیں نزول قرآن کا اولین مقصد اور بنیادی و اساسی مقصود ہے اور ان میں ہر ایک باہم دگر لازم و ملزوم کا تعلق رکھتا اور ایک دوسرے پر موقوف و مترتب ہے۔

تلاوت الفاظ کی ہوتی ہے۔ فہم کے ساتھ ہو یا بغیر فہم۔ ثواب و سعادت کا باعث، خدا کی ہم کلامی کا موجب اور نزول برکت و خیر کا ذریعہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ ایک تجربہ شدہ اور اہل ذوق پر عیاں حقیقت ہے کہ علم و فہم بار بار کی تلاوت و قراءت اور ورد و تکرار سے جتنا مضبوط اور راسخ ہوتا ہے اتنا سرسری طور پر دیکھ لینے یا معمولی طریقہ سے پڑھ لینے سے نہیں ہوتا۔ شاعری یا کسی دوسرے فن و ہنر کا صحیح ذوق رکھنے والوں سے پوچھئے اور اگر آپ خود اس راہ کے راہ نورد ہیں تو اپنی حالت و ذوق کا اندازہ لگائیے کہ کسی کام کی تکرار کرنا، بار بار پڑھنا اور پڑھتے رہنا اور بار بار کسی کام کو کرتے رہنا قوت حافظہ کی نگہداشت بھی کرتا ہے اور صحیح ذوق و معرفت بھی بلکہ کمال و مہارت بھی انسان کے اندر پیدا کرتا ہے۔ اور کسی کام کی مداومت اور ہمیشگی اس کی استقامت کا موجب بن جاتی ہے "خَيْرُ الْعَمَلِ مَا دِيْمَ عَلَيْهِ" یعنی بہترین کام وہ ہے جو ہمیشہ کیا جاتا رہے کہ ارشاد نبوی کا عملی ثبوت بہم پہنچاتا ہے قرآن مجید شعر و شاعری نہیں "وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ" اور اس کا علم انسان کا تخیلاتی علم نہیں۔ یہ لطیف و مقدس کلام انسان کے تخیلی فنونِ لطیفہ میں سے نہیں بلکہ اس سے بھی ماوراء، بدرجہا زائد اور بمراتب بلند و برتر اور درحقیقت انسانی علم و فکر کی قوتوں سے فزوں تر اور بیرون تر، اور نہایت لطف و اعلیٰ روحانی و نورانی عالم و مقام کی ایک قدرتی اور فطری واضح اور بین شئے یعنی خدائے قادر و توانا، ہمہ بین، ہمہ دان اور ہمہ توان کا مقدس و لطیف حکیمانہ کلام ہے۔

قرآن مجید کی کسی چھوٹی سے چھوٹی سورت یا ایک آیت کو لے لیجئے اور اس کے الفاظ

وکلمات کو صحت کے ساتھ حاصل کر کے اس کے معانی ومفہوم اور مقصود ومطلب میں گم ہوجائے اور اپنے آپ کو پوری طرح منہمک، مستغرق اور اس طرح محو بنا لیجئے کہ اس کا صحیح عرفان تحقیقی ذوق اور سچی معرفت حاصل ہوجائے۔ اور پھر اپنی زندگی میں اس کے اثرات و نتائج کو محسوس کیجئے اور زندگی کے مختلف ادوار وحالات پر اس کا انطباق کرتے اور اس کو پھیلاتے جائیے۔ تدریجی طریقہ پر اپنی پوری زندگی میں قرآن پاک کے آیات اور ان کے مضامین ومقاصد کو اپنا کر اور اس کے اثرات اپنے اندر سما کر دیکھئے۔ فہم کے ساتھ اور مطلب ومعنی کی فہمید کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت وقراءت بے حد مسرت وراحت بے انتہا یقین و اطمینان کا سبب اور عمل پر ہمت واستقامت کا وسیلہ ہوتا ہے، ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم نے اپنے اس شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلماں　　اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار

اور جب تک اس طرح قرآن پاک اور اس کا علم وعمل حاصل نہ کیا جائے گا قرآن پاک سے اور قرآن پاک کے فہم وتدبر اور علم وعمل سے کوئی فائدہ اور نتیجہ برآمد نہ ہوگا، شاید ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اسی کے تجربہ کے لئے کہا ہے۔

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب　　گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

قرآن فہمی اور قرآن مجید سے خدائے بزرگ وبرتر کی مراد معلوم کرنے اور کلام خدا کا مطلب سمجھنے کے تین ذریعہ ہیں ایک ترجمہ دوسرے تفسیر تیسرے تاویل۔

ترجمہ غیر اہل زبان کے لئے ہوتا ہے اور تفسیر وتاویل اہل زبان وغیر اہل زبان دونوں کے لئے۔

ترجمہ ایک زبان سے دوسری زبان میں اصل مطلب ومراد کو منتقل کر دینے کا نام ہے تاکہ دوسرے لوگ جو کہ اہل زبان نہیں ہیں اسے سمجھ سکیں اور مطلب ومراد معلوم کر کے نفع پا سکیں۔ اس کے لئے ہم ہندوستانی لوگوں کے واسطے آج سے سو سوا سو برس پہلے

ہندوستان کی عام بولی میں امام المحققین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے خاندان کے دو دو بزرگوں شاہ عبدالقادر صاحب رح اور شاہ رفیع الدین صاحب رح نے۔ اول الذکر بزرگ نے اس دور کے ہندوستانی محاورے کے مطابق اور ثانی الذکر بزرگ نے تحت اللفظ "قرآن مجید کے معانی و مطالب کو اردو ہندی اور ہندوستانی میں منتقل فرمادیا اور جمہور کی آسانی اور عمل میں سہولت کے لئے قرآن پاک کے ترجمہ کا یہ فرض کفایہ انجام دیا۔

قرآن پاک کے ظاہری، بدیہی اور عملی یقینی پہلوؤں پر یعنی اصول دین، احکام شریعت، اخلاق و تصوف اور عبرت و نصیحت کی تمام باتوں اور جملہ امور معاش و معاد پر ان دونوں ترجموں کی مدد سے کامل بصیرت اور عمل کی قوی ہمت پیدا ہوتی ہے۔

شاہ عبدالقادر صاحب رح کا با محاورہ ترجمہ قرآن کچھ ایسا مستند و مقبول اور بابرکت و سعادت ثابت ہوا کہ اسی سلسلۂ علم دین اور حوزۂ قرآن و حدیث کے ایک مستند و مقبول بزرگ استاد استاذنا حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی نور اللہ مرقدہ نے اس ترجمہ کو موجودہ دور کی اردو ہندی زبان اور ہندوستانی بولی کے محاورہ کے مطابق تبدیل فرمایا اور آپ کے وصال کے بعد اس کے تفسیری حواشی کو آپ کے ایک شاگرد جلیل حضرت الاستاذ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی نہج پر مکمل فرمایا۔ اب سے ہمیشہ تک ان سب بزرگوں کی قرآن فہمی اور قرآن پاک کے روحانی ذوق سے اہل بصیرت اور ارباب علم اپنے روح و قلب کو سیراب کرتے اور جمہور عوام و خواص اپنے ظاہری و باطنی اسقام و امراض کا مداوا طلب کرتے رہیں گے۔ تراجم قرآن میں حضرت الاستاذ مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب محدث و مفسر میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ بھی بہت نافع اور مستند ہے۔ اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمۂ قرآن پاک جو مختصر تفسیر پر حاوی و مشتمل ہے عام و خاص میں مقبول اور فقہ و دینیات مسائل و احکام کا جامع ہے۔

یہ ترجمہ تقریباً تحت اللفظ ہونے کے باوجود بامحاورہ اور نہایت سلیس ہے۔ طلبہ اور اہل علم کو اس کا مطالعہ میں رکھنا اور کم تعلیم یافتہ لوگوں کو کسی دیندار عربی داں سے پڑھنا بہتر ہے اور اگر عام طور پر مساجد و مکاتب میں درس قرآنی کے سلسلہ میں اس ترجمہ کو سامنے رکھ کر ترجمہ و تفسیر بیان کیا جائے تو میری رائے میں قرآن فہمی کا حق ادا ہو جائے۔

مولانا عاشق الٰہی صاحب اور مولانا اشرف علی صاحب (رحمہما اللہ تعالیٰ و رحمنا معہم) ان دونوں بزرگوں کے ترجمے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مصدقہ پسندیدہ اور نہایت عمدہ صاف سلیس مطلب خیز اور لفظی و معنوی آزاد فہمی کی ہر قسم کی غلطیوں اور خرابیوں سے خالی ہیں۔

حضرت الاستاد مولانا احمد علی صاحب محدث و مفسر لاہوری کا ترجمہ قرآن پاک بھی بہت مقبول و مستند ہے، قرآن پاک کی سورتوں کی تشریح اور تفسیر و تاویل کا بھی حضرت مولانا نے ایک سلسلہ شروع فرمایا تھا، جس میں ان اصول کو مدنظر رکھا ہے کہ

(۱) قرآن پاک کا وہ مطلب سمجھا اور بیان کیا جائے جو ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ پاک میں سمجھا گیا ہے۔ اور

(۲) اس کے بعد موجودہ دور کے مسلمانوں کے حالات پر اس کو منطبق کر کے اس سے فائدہ اور سبق حاصل کیا جائے خدا کرے عامۃ المسلمین کی آگاہی اور فائدے کے لئے یہ سلسلہ جو چند سورتوں تک ہوا تھا تکمیل کو پہنچے، اور برادر مکرم مخلص محترم مولانا حبیب اللہ صاحب زاد مجدہم جو اپنے بزرگ باپ کے سچے جانشین ہیں اس طرف توجہ فرمالیں۔ عصری تراجم میں امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد وزیر تعلیمات ہند کا مختصر ترجمہ و تفسیر، عالم اسلامی پر ایک احسان عظیم ہے اور اہل علم و اصحاب ذوق کے مطالعہ میں رکھنے کی کتاب ہے، اس میں قرآن عزیز کے معنی مرادی اور منشاء اسی کو مولانائے محترم دامت معالیہم ومتع اللہ المسلمین بنفائس افاداتہم نے اپنے خاص علمی و ادبی اسلوب اور دینی و روحانی ذوق میں بیان فرمایا ہے۔ یہ ترجمہ نادرۂ روزگار ہے۔

فَفِی کُلِّ لَفْظٍ مِّنْهُ رَوْضٌ مِّنَ الْمُنیٰ وَفِی کُلِّ سَطْرٍ مِنْهُ عِقْدٌ مِّنَ الدُّرَرِ

قرآن عزیز کے مطالب و مضامین اور نکات و لطائف پر عمیق نگاہ اور حقائق قرآنی میں بصیرت پیدا کرنے کے لئے اس دور میں ایسی سلاست و اختصار، جامعیت و احتواء کے ساتھ شاید ہی کسی اور نے لکھا ہو۔

لَیْسَ عَلَی اللّٰهِ بِمُسْتَنْکَرٍ اَنْ یَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِی الْوَاحِدِ

ترجمان القرآن، قرآن مکرم کے بنیادی حقائق کی ترجمان اور اس کے تعمیری و جمالیاتی نقطۂ نظر کی کمال لطافت کے ساتھ حکیمانہ تفسیر ہے، دینی ذوق و بصیرت، اسلامی ذہنیت اور لوازم علم و عمل پیدا کرنے کے لئے بہترین روحانی معلم

لَا یُدْرِكُ الْوَاصِفُ الْمُطْرِیْ خَصَائِصَهٗ وَاِنْ یَّكُ سَابِقًا فِیْ كُلِّ مَا وَصَفَا

ثقافۃ الہند (ہندوستان کی مجلس ثقافتی کے عربی رسالہ) میں حضرت مولانا آزاد مدظلہ کا ایک سلسلۂ تفسیر عربی میں شائع ہو رہا ہے اس کے لئے تمام اقوام عربیہ اور ممالک اسلامیہ حضرت مولانا کے منت پذیر ہیں۔ اور ہم سب اہل ہند آپ کے شکر گزار، حضرت الاستاذ مولانا حمید الدین انصاری فراہی رحمۃ اللہ علیہ کی قرآن شریف کی مختلف سورتوں کی عربی تفسیرات کا اردو ترجمہ جناب مولانا امین احسن صاحب اصلاحی نے نہایت خوبی اور کمال لطافت سے فرمایا ہے اور موجودہ دور کی ایک اہم علمی ضرورت کو پورا کیا ہے۔

مولانا خواجہ عبد الحیٔ صاحب، مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی، حافظ محمد اسلم صاحب جے راج پوری، مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی کی تفسیریں اور ترجمے بھی صحیح، مستند اور بہت عمدہ مضامین سے مملو ہیں۔

غرض اس کتاب الٰہی کی اس تیرھویں اور چودھویں صدی میں اور بھی بہت سی تفسیریں اور ترجمے لکھے گئے ہیں اور ہر اہل ذوق عالم نے اپنے رجحان طبع، مذاق طبیعت، ماحول کی ضرورت اور زمانہ کی فضا کے مطابق اور اپنی علمی و دینی عملی و روحانی لیاقت و قابلیت کے

اندازے پر اس کتاب عزیز کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے ان سب کا ذکر و احصاء اور ان سب کی تعریف و تنقید کے لئے کافی فرصت اور طویل دفتر کی ضرورت ہے تاہم مقصود سب کا قرآن مجید کی ہدایات و تعلیمات کا نشر و ابلاغ، احیاء دین و اصلاح حالات مسلمین و غیر مسلمین ہے۔

فجزاهم الله تعالیٰ عن الاسلام و امة القرآن خیر الجزاء و احسنها الی یوم الدین

ترجمہ کے بعد قرآن مجید کی تفسیر و تاویل کا درجہ ہے یعنی اصلی مطالب کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنے کے بعد اس کو خوب کھول کھول کر اور واضح کر کے تشریح و بسط کے ساتھ بیان کرنا۔ ترجمہ کا کام اٹکل پچو کام نہیں ہے بلکہ نہایت اہم ذمہ داری اور حد درجہ احتیاط کا کام ہے اور تفسیر کا کام اس سے بھی بدرجہا زیادہ اہم اور ذمہ داری کا ہے، ترجمہ کے متعلق حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اور ان کے تتبع میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اپنے تراجم کے مقدموں میں بعض اصولی باتیں اور ہدایتیں ذکر کی ہیں۔

مخدوم ملک و قوم حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب قبلہ سیوہاری دامت معالیہم کی سعی بلیغ سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کا ایک فارسی رسالہ ندوۃ المصنفین دہلی کے ماہانہ رسالہ برہان میں، گذشتہ سنین میں چھپا ہے جس کو مولانائے موصوف نے ترجمہ کر کے اجمال کے ساتھ شائع کرایا ہے۔ اس رسالہ سے خاص طور پر اور حضرت شاہ صاحبؒ کے رسالہ الفوز الکبیر فارسی و الفتح الخبیر عربی سے بھی عام طور پر ترجمہ و تفسیر کے متعلق چند ایسی ہدایات ملتی ہیں جن سے قرآن فہمی میں مدد ملتی اور ترجمہ و تفسیر کے سلسلہ میں ایک حد تک رہنمائی ہوتی ہے۔ یہ رسالے بھی ملک کی عام زبان میں ترجمہ ہو چکے ہیں۔

علامہ ابن تیمیہؒ کے عربی رسالہ اصول تفسیر کا مولانا خالد صاحب انصاری زادمجدہم نے اردو ترجمہ بھوپال سے شائع فرمایا ہے اس کے علاوہ بھی ترجمہ و تفسیر کے قواعد و اصول اور قرآن شریف کے معنی فہمی کے متعلق سابقین و لاحقین علماء کی طرف سے نہایت مفید

خدمات انجام دی گئی ہیں۔
علامہ سیوطیؒ کی کتاب الاتقان فی علوم القرآن جس کے متعلق جمہور علماء کا مسلّمہ ہے کہ اسلام میں قرآن مجید کے بارے میں لاجواب ولاثانی کتاب ہے اور اپنا نظیر نہیں رکھتی، اس کا بھی اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے اور بھی متعدد چھوٹی بڑی کتابیں، رسالے، مضامین ترجمہ و تفسیر کے اصول و قواعد معلوم کرنے کے لئے لکھے گئے ہیں جن سے قوم اہل علم و اہل ملک اور اردو بولنے سمجھنے اور لکھنے پڑھنے والوں کو بے حد فائدہ پہنچا اور پہنچ رہا ہے۔
لیکن ان میں سے کسی کتاب میں فہم قرآن اور ترجمہ و تفسیر و تاویل کے علمی اور عقلی و نقلی ایسے کلی اصول اور عام قوانین بیان نہیں کئے گئے، جیسے کہ احادیث نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے معنی فہمی اور متن و سند علم حدیث کے لئے (علم اصول حدیث) اور (مصطلحات فن اثر) میں بیان کئے گئے ہیں احادیث و روایات کے متون و اسناد کے بارے میں حضرات محدثین کرام (رحمہم اللہ تعالیٰ وایانا معہم) نے جو زریں خدمات انجام دی ہیں وہ اسلام میں اور تمام علمی دنیا میں ایک عظیم الشان کارنامہ ہے، اور گو ان اصول سے تفسیر و تاویل اور فہم و ترجمہ قرآن میں بھی مدد لے سکتے ہیں مگر یہ ہر ایک کا کام یا ہر شخص کا منصب نہیں ہے۔
قرآن مجید کے ترجمہ و تفسیر کی اہمیت اور ذمہ داری وہ شخص بخوبی جان سکتا ہے جس کو کبھی ایک زبان سے دوسری زبان میں ادائے مطالب کا اور ایک کلام کو دوسری زبان کے الفاظ و عبارات میں منتقل کرنے اور بدلنے کا موقع ملا ہو، یا کم سے کم اپنی زبان کے کسی نثری یا نظمیہ کلام کو سمجھنے غور کرنے اور پھر اس کی شرح و تفصیل کرنے کی نوبت آئی ہو۔ چونکہ طبیعتیں عام طور پر اختصار کی طرف مائل ہوتی ہیں، اور اس زمانہ میں تو اس کا عام مذاق اور رواج ہو گیا ہے خاص کر حضرات اہل علم اور عربی علوم کے طلبائے کرام اور دینی تعلیمات حاصل کرنے والوں کو اپنی مادری اور عام ملکی زبان میں سمجھ کر یاد کرنے اور محفوظ رکھنے کی زیادہ ضرورت ہے اس لئے ذیل کا مختصر مضمون "مبادی عشرہ" اور "دروس ثمانیہ" کے اسلوب پر قرآن مجید

کے فہم وتدبر اور ترجمہ وتفسیر وتاویل کے بارے میں پیش کیا جاتا ہے۔

مے تند اور حوصلۂ مے کشاں بلند ساقی سے جام بھر کے پلایا نہ جائے گا؛

کِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوْا اٰيَاتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ؁

علم تفسیر وفنِ تاویل کی تعریف، اور اس کی حقیقت کی توضیح کرنے سے پہلے یہ تبلا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر وتاویل سے ہماری مراد خاص وہ علم وفن ہے جو کتاب اللہ یعنی قرآن مجید سے تعلق رکھتا ہے، ورنہ تو لغوی معنی کے اعتبار سے ہر کلام کی تشریح وتوضیح کو تفسیر اور ہر بات کے عقلی طور پر ثبوت واثبات کو تاویل کہتے ہیں۔

قرآن مجید خدا کا پاک کلام ہے، اور جس طرح اس کی ذات وصفات وافعال کی کماحقہ حقیقت اور کنہ رسی انسان کے محدود علم وناقص عقل سے محال وناممکن ہے اسی طرح اس کے پاک کلام کی حقیقت وماہیت اور جامع مانع تعریف انسانی الفاظ وعبارت میں بعید ومستبعد ہے سے

دریا نہ سمائے گا سبو میں پیمانۂ ذوقِ رنگ وبو میں

البتہ مختصر تعارف اور سہولتِ فہم کے لئے سید العارفین سند المحققین حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحؒ کے الفاظ کا خلاصہ وماحصل ہم نقل کرتے ہیں جس میں اس کی اس طرح تعبیر کی گئی ہے، جو اقرب الی الحقیقت ہی نہیں بلکہ حقیقت تک پہنچا دینے والی بھی ہے اور حقانیت سے مملو بھی ہے اور جس سے دل ودماغ، عقل ووجدان، ظاہر وباطن، کامل طور پر منور ومستنیر ہو جاتے ہیں۔ اور بصیرت وبصارت کے لئے دائمی ومستقل اور پائندہ روشنی دستیاب ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ پاک کلام، اس ذات پاک کا کلام ہے جو اول وآخر اور ظاہر وباطن نور ہی نور ہے، لفظ وعبارت اور معنی ومفہوم دونوں اسی نورانی ذات کے ہیں، دنیا میں کوئی متکلم جو بھی کلام کرتا ہے وہ اس کے باطن اور اندرون سے نکلتا ہے۔ اب جو پاک ذات نور ہی نور ہے اس میں سے جو کلام نکلے گا وہ ظاہر ہے کہ سراپا نور ہی نور ہو گا۔

محمدؐ نور اور قرآں ملا نور   نہ ہو پھر ملّ کے کیوں نورٌ علیٰ نور

نور اپنی ذات میں خود روشن اور دوسرے کو روشنی دینے والا اور روشن کرنے والا ہوتا ہے۔ یہی صفت اس نورانی ذات کے نورانی کلام کی ہوگی کہ وہ خود بھی روشن ہے اور دنیا کی ہر شے کو روشن کرنے والا اور روشنی بخشنے والا بھی حضرت شاہ صاحبؒ[1] جیسا کہ خود قرآن مجید میں قرآن کا ایک نام "النور" بتلایا گیا ہے "وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ مَعَہٗ" (پ ۹ س ۷) اور نور بھی کیسا نور مبین، روشن، بین، بدیہی اور واضح چنانچہ نہایت وضاحت سے فرمایا گیا ہے

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا (پارہ ۶ س ۲)

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے سند آچکی ہے اور واضح روشنی ہم نے اتاری اور نازل کی ہے۔

قرآن مجید کی اس نورانیت اور تنویر کو دیکھو جس نے اوّلاً عرب کے جاہل بدوؤں اور وحشی عربوں کے دلوں، دماغوں اور ارواح وابدان میں علم وحکمت کے نورانی چشمے جاری کر دیئے اور دین وآخرت کے ساتھ ساتھ دنیا کے ہر شعبۂ حیات تمدن وسیاست کے تمام اصول وکلیات تصوف واخلاق کے جملہ مدارج ومراتب کو سورج اور چاند سے زیادہ روشن الفاظ وآیات میں بیان فرما کر پھر تمام دنیا کو عالم گیر اخوت ومحبت، معاشرۂ انسانی کی اصلاح وہدایت اور انسانی وحدت وتنظیم کی کبھی نہ بجھنے والی ہمہ گیر قوی دائمی اور پرتاثیر روشنی عطا فرمائی ۔

کلام پاک رحمان است قرآنے کہ من دارم   سراسر نور یزدان است قرآنے کہ من دارم

تمام دنیا چودہ سو برس سے ہمارے اس بیان کی شاہد صدق اور ہندوستان کی ہزار بارہ سو سالہ اسلامی تاریخ اس کی مصدق ومؤید ہے۔ یہ نورانی پاک کلام دُفَّتَیْن میں ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہے اور ہمارے دل ودماغ میں، سینے میں قوت حافظہ وریادداشت

---

[1] کی یہ تعریف لغوی اعتبار سے چاہے اس کو حقیقی سمجھو یا لفظی اور منطقی اصطلاح میں چاہے اس کو حد کہو یا رسم یہ تعریف نور قرآن کی کے انطباق کے لئے ابتدا ہی سے صاحب فہم مستنبط ہے

میں محفوظ۔ ہماری زبانوں پر جاری اور تمام انسانی زندگی میں۔ پیدائش سے موت تک بلکہ پیدائش سے پہلے اور موت کے بعد بھی۔ اس کا قانون نافذ اور اس کا حکم و ہدایت دائر و ساری ہے۔ اگرچہ ہم مسلمانوں نے اس سے محرومی اختیار کی ہوئی ہے اور اس کو چھوڑا ہوا ہے۔ سہ

اس چاندنی پہ ہم مہ تاباں سے دور ہیں دل کی خطا بھی ہے یہ نظر کی خطا بھی ہے

علوم دنیا اور تہذیب و تمدن کے ہر ایک شعبہ پر تہذیب الاخلاق، تدبیر منزل، سیاست مدن پر سب سے زیادہ جامع مکمل غیر مبدل اور محکم و مضبوط اصول اسی کتاب کے ذریعے انسانی افراد و اقوام کو ملے ہیں کہ ان کے بعد پھر کسی اور الہامی یا عقلی ہدایت و تعلیم کی ضرورت نہیں رہتی خدا کا یہ آخری اور پاک کلام لوح محفوظ سے، جبریل امیں اور روح القدس کی وساطت سے نبی عربی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تیئیس ۲۳ سال کی مدت میں وقتاً فوقتاً، حسب موقع و حسب ضرورت نازل ہوا ہے، اس کی منزلوں، سورتوں اور آیتوں کی ترتیب، لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق اور لسان نبوت سے مسموع و منقول ہے اس کے الفاظ و معانی میں شک و شبہ اور تبدیل و تغیر کا کوئی امکانی شائبہ بھی نہیں ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہر ملک و قوم کے انسانوں کے واسطے، علم و عمل کا کامل و مکمل دائمی قانون و دستور ہے۔

علمائے متکلمین، علمائے اصول و فقہ اور علمائے مفسرین نے اپنے اپنے علوم کی حدود میں رہ کر اس کلام الٰہی اور صحیفۂ ربانی کی مختلف الفاظ و عبارات میں مختلف تعریفیں لکھی ہیں۔ یہ تعریفیں باختلاف عبارات و الفاظ ان مذکورۂ علوم کے بحث و مقتضا اور موضوع کے مطابق صحیح ہیں، لیکن تعبیرات کے اختلاف سے اصل معبّر عنہ، اور محدود و معرَّف کی اصل حقیقت میں کوئی اختلاف اور فرق نمایاں نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ وہی متوارث و متواتر، مروج و مشہور، مسموع و منقول اور مستند و مقبول متعارف کلام رہتا ہے جو اس پاک نورانی ذات کا ذاتی و نفسی نورانی کلام ہے کہ جس کے الفاظ بھی خدا کے فرمودہ میں سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى اور معنی و مفہوم بھی اسی کی طرف سے ہیں۔ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۚ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (س قیامہ) یعنی حق تعالٰے فرماتے ہیں کہ اے ہمارے نبی اس قرآن کا حرف حرف تمہارے پاک سینے میں جمع کر دینا، اور تمہاری زبان سے پڑھوانا اور اس کے علوم و معارف کا تمہارے اوپر کھولنا اور تمہاری زبان سے دوسروں تک پہنچانا یہ سب باتیں ہمارے ذمہ ہیں۔

(باقی آئندہ)